OPEN ACCESS
Biannual Research Journal
AL-ILM
Volume: 07
Issue: 02
FALL 2023

ملتان میں مثنوی نویسی کی روایت: "مثنوی عبیدیہ کلاں" کا اختصاصی مطالعہ



ISSN (P): 2618-1134
ISSN (E): 2618-1142

Homepage URL:
https://www.alilmjournal-gcwus.com/index.php/al-ilm

Issue URL:
https://www.alilmjournal-gcwus.com/index.php/al-ilm/issue/view/13

MUSNAWI WRITING TRADITION IN MULTAN: A DESCRIPTIVE STUDY OF THE "MUSNAWI UBAIDIYA CLAN"

Received: 07-02-2023
Accepted: 12-07-2023
Published: 30-12-2023

Ihsan ul Haq
PhD Scholar, Islamia University, Bahawalpur
Email: rozina.naqvi@iub.edu.pk
Dr. Rozina Anjam Naqvi
Assistant Professor, Islamia University, Bahawalpur
Email: rozina.naqvi@iub.edu.pk

ABSTRACT

Persian was a widely used official language in North India and the region's lingua franca before British colonization. It was also the official language of most Muslim dynasties in the Indian subcontinent, including the Mughal Empire, the Delhi Sultanate, and the Sikh Empire. Persian was the language of culture and education in several Muslim courts in South Asia. During its rule in India, British government banned persian as official language and promoted Enlgish, Urdu and sanskrit. But in this century, the holy city of Multan was the cradle of knowledge and literature and Hafiz Jamal Multani, Munshi Ghulam Hasan Shaheed Multani, Muhammad Musa Qureshi and Khwaja Khuda Bakhsh Multani were compiling their books in Persian language. One of these names. It belongs to Khwaja Ubaidullah Multani, who became famous as Peer Khasewale. Khwaja Ubaidullah Multani was born in Multan in 1211 AH and died in Multan in 1305 AH. You were fluent in Arabic, Persian, Hindi and Urdu. You have compiled over a dozen books on various topics, most of which are still out of print and in manuscript form. A well-known manuscript of Khwaja Ubaidullah Multani is "Masnavi Ubaidiya Kalan". The subject of this Masnavi is tawheed, unity of existence and knowledge and guidance. It consists of 831 verses. This paper provides an introduction to this manuscript and highlights the themes of this Masnavi.

Keywords: *Persian language, manuscript,musnawi ubaidia klan , persian verses*

How to Cite: Ihsan-ul-Haq, Dr. Rozina Anjum Naqvi, "ملتان میں مثنوی نویسی کی روایت: مثنوی عبیدیہ کلاں کا اختصاصی مطالعہ" Al-Ilm 7, no. 2 (2023): 1-13.

تعارف

فارسی زبان دنیا کی قدیم ترین زبانوں میں سے ایک ہے، ۷۰۰ سال قبل از مسیح کی علمی آگاہیوں میں اس بات کے شواہد ملتے ہیں کہ ایران کے وسیع علاقوں میں وہی زبان بولی جاتی تھی جو آج بھی ایران میں بولی جاتی ہے[1]۔ فارسی ادب دنیا کا بہترین ادب شمار ہوتا ہے جس میں رودکی، فردوسی، عطار، سنائی، مولانا روم، سعدی شیرازی اور حافظ شیرازی جیسے نامور شعراء گزرے ہیں جنھوں نے فارسی ادب میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ تاریخ ادبیات فارسی میں تصوف میں لکھنے والوں میں داتا علی ہجویری، عطار، سنائی، مولانا روم، عبد اللہ انصاری، ابوسعید ابوالخیر اور عراقی کے نام معروف ہیں۔

برصغیر پاک وہند میں انیسویں صدی کو فارسی ادب کے زوال کی صدی کہا جائے تو غلط نہ ہو گا۔ چونکہ یہ صدی مغل حکومت کے زوال کی صدی تھی اور انگریز برصغیر پاک وہند پر اپنا اقتدار مضبوط کر رہے تھے۔ انگریزوں نے فارسی زبان کو ترک کر کے انگریزی اور ہندی زبان کو فروغ دینا شروع کر دیا تھا مگر ہنوز مسلم مدارس میں فارسی زبان ہی رائج تھی۔ اس سب کے باوجود اولیا و صوفیا بھی فارسی زبان کو ہی ذریعہ اظہار بناتے تھے۔ اولیائے کرام کے شہر ملتان میں حافظ جمال ملتانی، منشی غلام حسن شہید ملتانی، محمد موسیٰ قریشی ملتانی اور خواجہ خدا بخش ملتانی وغیرہ عربی اور فارسی زبان ہی میں تصنیف و تالیف کا کام کر رہے تھے۔

اگرچہ برصغیر پاک وہند میں فارسی زبان میں لکھنے والوں کی قلت تھی لیکن مدارس اور مسلمان صوفیاء اکرام اپنی تخلیقات میں فارسی زبان ہی استعمال کرتے تھے۔ لیکن اس صدی میں اولیا کا شہر ملتان علم و ادب کا گہوارہ تھا اور حافظ جمال ملتانی، منشی غلام حسن شہید ملتانی، محمد موسیٰ قریشی اور خواجہ خدا بخش ملتانی فارسی زبان میں ہی اپنی کتب تالیف کر رہے تھے۔ انہی ناموں میں سے ایک نام خواجہ عبید اللہ ملتانی کا ہے جو پیر خاصے والے کے نام سے مشہور ہوئے ہیں۔ خواجہ عبید اللہ ملتانی ۱۲۱۱ھ میں ملتان میں پیدا ہوئے اور انہوں نے ۱۳۰۵ھ میں ملتان میں ہی وفات پائی۔ آپ کو عربی، فارسی، ہندی اور اردو زبان پر عبور حاصل تھا۔ آپ نے مختلف موضوعات پر سو سے زائد کتب تالیف کی ہیں، ان میں سے اکثر تاحال غیر طبع شدہ اور خطی نسخہ کی صورت میں موجود ہیں۔ خواجہ عبید اللہ ملتانی کا ایک معروف خطی نسخہ "مثنوی عبیدیہ کلاں" ہے۔ اس مثنوی کا موضوع توحید، وحدت الوجود اور معرفت و ہدایت ہے۔ یہ ۸۳۱ اشعار پر مشتمل ہے۔ اس مقالے میں اس خطی نسخے کا تعارف پیش کیا گیا ہے اور اس مثنوی کے موضوعات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

خواجہ عبید اللہ ملتانی کے مختصر سوانح

ملتان کی اہم علمی شخصیات میں سے ایک اہم ہستی خواجہ عبید اللہ ملتانی کی ہے جو ۱۲۱۹ھ بمطابق ۱۸۰۴ م میں ملتان میں پیدا ہوئے اور ۱۳۰۵ھ بمطابق ۱۸۸۸م میں ملتان ہی میں فوت ہوئے آپ کو پیر خاصے والے بھی کہا جاتا ہے[2]۔ خاصہ' پالکی' کی ایک قسم ہے۔ خواجہ عبید اللہ ملتانی چونکہ خاصے میں سفر کرنا پسند کرتے تھے اس لئے پیر خاصے والے مشہور ہو گئے۔ آپ کو عربی، فارسی، ہندی اور سرائیکی زبان پر عبور حاصل تھا۔ خواجہ عبید اللہ ملتانی کا سب سے قدیمی تذکرہ مولوی الٰہی بخش وئیسیانی کی مثنوی "تذکرہ عبیدیہ" میں ملتا ہے[3]۔ اس مثنوی کے درج ذیل اشعار کے مطابق آپ کی کتب کی تعداد سو تک پہنچتی ہے۔

اعلم العلماء عالم زاھد و عالی نسب — برگزیدہ اصفیاء و عارف محبوب رب
مظھر نور محمد ﷺ عالم فرع واصول — محرم علم کتاب سنت و نقل و عقول
از تصانیفش بیک صد می رسد یا کم زیاد — از کتاب و وزرسایل بھر تعلیم و رشاد[4]

ان میں سے اکثر کتب غیر چھاپ شدہ اور خطی نسخہ جات کی صورت میں موجود ہیں۔ بیش تر کتب فارسی زبان میں ہیں اور مختلف موضوعات پر ہیں۔ آپ کی مشہور کتابوں میں چراغ عبیدیہ، تعلیم النّساء، سرّ دلبراں، فتح العبید، وفیات الاعیان اور علم المیراث شامل ہیں۔ "چراغ عبیدیہ" آپ کا دیوان ہے یہ داستان معرفت کے نام سے مشہور ہے، "تعلیم النّساء" عورتوں کی تعلیم کے بارے میں لکھی گئی ہے اس کتاب میں ان مسائل کا ذکر ہے جن کا سیکھنا ہر عورت پر واجب ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی شایع ہو چکا ہے۔ "سرّ دلبراں" میں خواجہ عبید اللہ ملتانی نے اپنے پیر خواجہ خدا بخش ملتانی کے ملفوظات، عادات اور اطوار وغیرہ درج کئے ہیں۔ "فتح العبید" شیخ عبد القادر جیلانی سے مروی وظائف "اسبوع شریف" کی مفصل شرح ہے جو عربی و فارسی زبان میں ہے۔ "علم المیراث" میراث کے موضوع پر ہے اور آج بھی پاکستانی مدارس کے نصاب میں پڑھائی جا رہی ہے۔

آپ کی کتابوں میں سے ایک اہم کتاب "مثنوی عبیدیہ کلاں" ہے جو خطی نسخہ کی صورت میں ہے۔ اس مثنوی کو "مثنوی توحید" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ مثنوی ۸۳۱ اشعار پر مشتمل ہے اور اس کا موضوع پند و نصائح ہے۔ ذیل میں مثنوی عبیدیہ کلاں کے مضامین کا تعارفی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے۔

مثنوی عبیدیہ کلاں کے مضامین کا تعارفی مطالعہ

مثنوی عبیدیہ کلاں کے دو خطی نسخہ جات موجود ہیں، پہلا نسخہ جو مکمل حالت میں ہے خواجہ ابوالاعلیٰ 'امام مسجد مدرسہ عبیدیہ ملتان' کے پاس محفوظ ہے، یہ نسخہ مجلد ہے، سائز 8X5 انچ ہے، کل صفحات ۶۲ ہیں، نسخہ کرم خوردہ یا پھٹا ہوا نہیں ہے اور شعری صورت میں لکھا ہوا ہے۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم سے نسخے کی ابتدا ہوتی ہے، صفحہ اول پر دس اشعار ہیں۔ شروع میں ۲۷ اشعار کا قصیدہ ہے اس کے بعد ایک شعر کی جگہ چھوڑی گئی ہے اور پھر مثنوی کی ابتدا کی گئی ہے۔ ہر صفحے پر ۱۳ یا ۱۴ اشعار ہیں۔

آخری صفحے پر یہ تحریر ہے۔"تمام شد مثنوی توحید ۱۷ ذوالقعدہ ۱۲۷۳ ھ دستخط فقیر عطا محمد قادری"[5]

اس تحریر سے پتا چلتا ہے کہ اس نسخے کی کتابت ۹ جولائی ۱۸۵۷م میں ہوئی، یعنی یہ نسخہ خواجہ عبید اللہ ملتانی کی زندگی ہی میں لکھا گیا۔ اس نسخہ کے کاتب فقیر عطا محمد قادری ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ صاحب آپ کے مریدین یا آپ کے شاگردوں میں سے ہوں۔ اس کے علاوہ کاتب کے متعلق کوئی معلومات موجود نہیں ہیں۔

اس مثنوی کا ایک اور نسخہ خواجہ عبید اللہ ملتانی کے مرید خاص خواجہ محمد عادل صاحب کے شخصی کتب خانے میں موجود ہے۔ یہ نسخہ "مجموعہ رسائل خواجہ عبید اللہ ملتانی" کا حصہ ہے جو صفحہ ۹۳ سے ۱۱۴ تک موجود ہے۔ یہ نثری صورت میں ایک نامکمل نسخہ ہے اس میں مثنوی کے شروع کے ۴۲۰ اشعار کو درج کیا گیا ہے اس کے بعد تعین اوقات صلوٰۃ الخمس نامی رسالہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس نسخے کے کاتب مولوی الٰہی بخش وئیسیانی ہیں۔ چونکہ یہ نسخہ نثری صورت میں لکھا گیا ہے اس لئے شعروں کو پڑھنا قدرے مشکل ہے۔ نسخہ کے آخر میں سن کتابت درج نہیں ہے۔

توحید اور پند و نصائح کے موضوعات پر خواجہ عبید اللہ ملتانی کی دو مثنویاں خطّی نسخے کی صورت میں موجود ہیں۔ پہلی مثنوی "مثنوی عبیدیہ خورد" ہے اس کو اس کے اختصار کی بنیاد پر مثنوی عبیدیہ خورد کہا جاتا ہے۔ یہ ۱۰۰ اشعار پر مشتمل ہے نمونہ اشعار ملاحظہ کیجیے:

ابتدا ایی بہ اسم ربی الاعلی
اول و آخر است ھم مولیٰ
صلوات و سلام رب کریم
بر محمد کہ خلق او است عظیم[6]

دوسری مثنوی "مثنوی عبید یہ کلاں" ہے یہ اپنی طوالت کی بنیاد پر مثنوی عبید یہ کلاں کہلاتی ہے۔ ۸۳۱ اشعار پر مشتمل ہے، نسخہ خطی کے مطابق یہ نسخہ ۱۸۵۷م سے پہلے لکھا گیا ہے[7]۔ مثنوی کی ابتدا ۱۲۷ اشعار کے ایک قصیدے سے ہوتی ہے جس میں اللہ تعالی کی حمد و ثنا کے بعد حضور اکرم ﷺ پر درود و سلام اور صحابہ کرام کی تعریف کی گئی ہے اور آخر میں طلب مغفرت ہے۔ قصیدے کی ابتداء ادرج ذیل شعر سے ہے

الحمد اللہ الکریم المستعان

او معین ماوما جملہ معان[8]

ا اختتام اس شعر پر ہوتا ہے۔

یاخدا بخش وبیامرزای کریم

کن کرم ھم عفو فرماز امتنان[9]

اس کے بعد ایک شعر کی جگہ خالی چھوڑ کر مثنوی کی ابتدا اس شعر سے کی گئی ہے اور یہ مثنوی کا پہلا شعر ہے۔

مثنوی سازم ز توحید خدا

کہ از دوئی توحید من آید جدا[10]

اللہ تعالی کی وحدانیت بیان کرنے کے بعد خواجہ شریعت کی اہمیت بیان کرتے ہیں اور شرع پر کاربند رہنے کی تلقین کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جو شرع کو ترک کرتا ہے وہ کافر ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ انبیاءؑ اور اولیا شرع پر عمل کرتے تھے۔ اور اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ عبید اگر تو کتابوں کے دفتر بھی یاد کرلے تب بھی تجھے اس وقت تک ان کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا جب تک کہ تو ان پر عمل نہیں کرے گا۔ آپ کے نزدیک شرع کا مکمل علم قرآن مجید میں محفوظ ہے۔ کہتے ہیں کہ؛

جملہ علم شرع در قرآن است درج

لیک عقل در ھوس ھا گشت خرج[11]

علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

چونکہ تاب نار می دانی بہ دل — این بود علم الیقین ای پا بہ گل

چون بہ چشم خود بدیدی نار را — این بود عین الیقین ھر یار را

چون بہ آتش سوزی و آتش شوی — این بود حق الیقین ای منتھی[12]

اس کے بعد سورۃ لقمان کی آخری پانچ آیات پڑھنے کی تاکید ہے جن میں اِن پانچ چیزوں کا ذکر ہے جن کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ جیسے

- قیامت کب آئے گی
- ماؤں کے رحموں میں کیا ہے
- کوئی شخص کہاں مرے گا
- کہاں دفن ہو گا
- بارش کب برسے گی

آپ کے نزدیک ہر پیغمبر خدا کا رتبہ جدا جدا ہے جو علم کی بنیاد پر ہے۔ اس کے لئے ور حضرت موسیٰؑ اور خضرؑ کا قصہ بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو کچھ خضرؑ جانتے تھے موسیٰؑ ان باتوں سے واقف نہ تھے۔ حضرت خضرؑ اور حضرت موسیٰؑ کا قصہ کچھ یوں ہے:

حضرت خضرؑ نے حضرت موسیٰؑ سے کہا: آپ میرے ساتھ چلتے ہوئے جو معاملات دیکھیں گے، اس پر خاموش نہیں رہ سکیں گے، سوال کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ حضرت موسیٰؑ نے خاموش رہنے کا وعدہ کیا، لیکن جب انہوں نے پے در پے تین عجیب و غریب واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھے تو ہر بار مُہر سکوت توڑنے پر مجبور ہو گئے۔ پہلا واقعہ اس طرح پیش آیا کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ نے مل کر ایک کشتی میں سفر کیا۔ دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچنے کے بعد خضرؑ نے اس اچھی بھلی کشتی کا ایک کونا توڑ کر اسے ناقص کر دیا۔ دوسرا واقعہ یہ تھا کہ ایک مقام پر کچھ بچے کھیل رہے تھے۔ خضرؑ نے آگے بڑھ کر ایک بچے کو پکڑا اور اسے موت کی نیند سلا دیا۔ ظاہر ہے یہ شرعی طور پر گناہ کبیرہ کا ارتکاب تھا۔ تیسرا واقعہ یہ تھا کہ موسیٰؑ اور خضرؑ نے ایک بستی کے مکینوں سے کھانا طلب کیا تو کسی نے بھی ان کے سوال کو درخورِ اعتنا نہ سمجھا۔ اچانک ایک شکستہ دیوار دکھائی دی جو معمولی سے دھکے سے گر سکتی تھی۔ خضرؑ نے موسیٰؑ سے کہا: آیئے ہم یہ دیوار تعمیر کر دیں، چنانچہ دونوں اصحاب نے وہ دیوار از سر نو کھڑی کر دی۔ حضرت موسیٰ کے لئے یہ تیسرا واقعہ بھی بہت انوکھا تھا، ضبط نہ کر سکے اور اس کا مفہوم پوچھنے پر مجبور ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت خضرؑ نے موسیٰؑ سے کہا: اب آپ مزید میرے ساتھ نہیں چل سکیں گے، البتہ جدا ہونے سے پہلے مَیں ان واقعات کا پس منظر واضح کر دیتا ہوں۔

وہ کشتی جن لوگوں کی تھی، وہ اس کے ذریعے مسافروں کو دریا کے آر پار لے جا کر مزدوری حاصل کرتے تھے۔ یہ ان کی کمائی کا واحد ذریعہ تھی۔ کشتی بہت اچھی حالت میں تھی۔ دریا کے پار ایک ظالم

بادشاہ کی حکومت تھی۔ وہ ان غریب لوگوں سے یہ کشتی چھین لیتا۔ مَیں نے اسے ناقص کر دیا تاکہ وہ کسی حکومتی کارندے کی نظر میں نہ آئے۔ اسے ناکارہ سمجھتے ہوئے نظر انداز کر دے۔ جس بچے کو ٹھکانے لگا دیا، اس کا پس منظر یہ ہے کہ وہ بچہ بڑا ہو کر اپنے نیک والدین کی رسوائی کا باعث بنتا، اب اللہ تعالیٰ ان کو اس کا نعم البدل عطا کریں گے جو ان کے لئے باعثِ رحمت و برکت بنے گا۔ جو دیوار گرا چاہتی تھی، اس کے نیچے دراصل کچھ یتیموں کا خزانہ دبا ہوا تھا۔ دیوار گر جاتی تو لوگ وہ خزانہ لوٹ لیتے۔ اب دیوار کی تعمیر نو سے وہ خزانہ اس وقت تک محفوظ رہے گا، جب تک اس کے وارث بچے بلوغت کی عمر کو نہیں پہنچ جاتے۔

خواجہ عبید اللہ ملتانی کا اس قصے کو بیان کرنے کا مقصد انسانوں پر یہ واضح کرنا ہے کہ ایک یہ ظاہری دنیا ہے جس میں انسان مادیت کے سفر سے گزر رہا ہے شرعی اصول و قوانین اسی ظاہری دنیا کے معاملات کو سنوارنے کے لئے متعین کئے گئے ہیں ایک روحانی اور حقیقی جہان انسان کی نگاہوں سے اوجھل ہے جو یقینا مشیت خداوندی کے تابع ہے۔

ادب فارسی کی تاریخ میں علمائے ظاہر بین پر کڑی تنقید کی روایت نظر آتی ہے اور بہت سارے شعرا نے ریاکار واعظین کی پردہ دری کا اہم فرض سرانجام دیا ہے۔ ان میں خیام، سعدی شیرازی اور حافظ شیرازی کے نام لیے جاسکتے ہیں۔ ا عبید اللہ ملتانی نے بھی علماء سو یعنی ظاہری علما پر کڑی تنقید کی ہے جو ظاہر میں تقویٰ کے لبادے میں نظر آتے ہیں جبکہ باطن میں کچھ اور ہی ہوتے ہیں۔ نمونے کے طور پر اشعار دیکھیئے؛

این زمان بسیار پیران ظاهر اند
که همه اندر گدایی ماهر اند
زانیان و شاربان این مدبران
فاسقان بی پرده بدتر از خران
از خدا شان خوف نی از موت خوف
گشته اند ایشان غلام فرج و جوف[13]

خواجہ عبید اللہ ملتانی کے نزدیک یہ علما صرف پیٹ کو اپنا دین سمجھتے ہیں، یہ یتیموں کے مال پر قبضہ کر لیتے ہیں، یہ شہوت میں ڈوبے رہتے ہیں۔ ان کے پیٹ باہر نکلے ہوئے اور بڑے بڑے ہیں۔ علماء سو کی نشانیوں کے ساتھ ساتھ خواجہ نے علمائے حق کی خوبیاں بھی بیان کی ہیں، خواجہ کہتے ہیں کہ پیر حق لاغر بدن ہوتا ہے اور تلاش حق میں سرگردان رہتا ہے، لالچ اور طمع سے دور اور خواہشات کا غلام نہیں ہوتا۔ خواجہ کے نزدیک انہی پیر حق کا مرید بننا چاہیئے کیونکہ یہی پیر حق دنیا اور آخرت میں نجات کا باعث ہیں۔

پیر آن باشد کہ مست حق بود
خویشتن راناسی مطلق بود
در عبادات خدا ہستی شود
خاک گردد بلکہ زو پستی شود(14)

خواجہ عبید اللہ ملتانی اس مثنوی میں جمعہ کے دن سورۃ الکھف کی تلاوت کرنے کی بھی تلقین کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر شعر دیکھیے۔

بھر دجّالان بہ خوان جمعہ کھف
کن عمل تادر حشر نکنی تو لھف(15)

اس کے بعد علامات قیامت کا تفصیلی بیان ہے اور قیامت کی نشانیوں کا ذکر کرتے ہیں جیسے دجال، یاجوج ماجوج کے فتنہ وفساد اور آمد عیسیٰؑ و مھدیؑ وغیرہ۔ فکر قیامت کا درس دیتے ہیں اور افعال بد سے اجتناب، عمل صالح، شریعت کی پابندی اور حق کی پاسداری کی تلقین کرتے ہیں۔ نمونے کے طور پر اشعار ملاحظہ کیجئے۔

مومنی کو قرب حق رایافتہ
اوز غیر حق دل خود تافتہ
آنچہ نزدیک است نزد حق می یافت
شد ورا معلوم بروی شمس تافت
گفت حق آن روز رابینند نشان
دور من نزدیک می بینم عیان(16)

خواجہ عبید اللہ ملتانی اپنی اس مثنوی میں فرماتے ہیں کہ جب مومن پر حق غالب آجاتا ہے تو اس کے لئے دوریاں اور نزدیکیاں معنی نہیں رکھتیں اس سلسلے میں آپ دو مثالیں دیتے ہیں، پہلی مثال حضرت آصف بن برخیا کی ہے جو تخت بلقیس پلک جھپکنے میں لے آئے تھے اور دوسری مثال حضرت عمرؓ کی دیتے ہیں جنھوں نے میلوں دور حضرت ساریہ کو جنگ جیتنے میں مدد دی تھی۔

آپ اس مثنوی میں حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کا قصہ بیان کرتے ہیں جس میں دو عورتیں ایک بچے پر اپنا دعوٰی کرتی ہیں۔ اور دونوں پیغمبران اپنے فہم کے مطابق فیصلہ دیتے ہیں جس کا ذکر وہ یوں کرتے ہیں؛

پس سلیمانؑ را حکم کرد آن دو زن
پس سلیمانؑ گفت سکین را بہ من
واد ھید این طفل را من دو کنم
یک بہ آن زن یک بہ این زن داد ھم
قاضیا گر حق بہ حق دارادہی
بینات بس کہ اندر دل نہی(17)

خواجہ عبید اللہ ملتانی نے اپنی اس مثنوی میں مولانا روم کے تین اشعار بھی درج کئے ہیں جو درج ذیل ہیں؛

چیست دنیا از خدا غافل بدن — نی قماش و نقرۂ و فرزند و زن
مال را گر بھر دین باشی حمول — نعم مال صالح خواندش رسول
آب در کشتی ھلاک کشتی است — آب اندر زیر کشتی پشتی است(18)

خواجہ عبید اللہ ملتانی " نظریہ ہمہ اوست " کے قائل ہیں اور مثنوی میں جابجا اس تصور کے حق میں اشعار آئے ہیں۔ اس مثنوی میں آپ نے "نای اور نی" کے تعلق کو بہت خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے۔ جس سے اللہ تعالی اور نبی کریم ﷺ کا ذکر نمایاں ہوتا ہے۔

ھم محمد نی خدا نایی او
می دمد نفخ پیام وسّر ھو(19)

مثنوی کے آخر میں خواجہ عبید اللہ ملتانی اپنے لئے دعا کرتے ہیں کہ وہ بھی مولانا روم کی طرح حقیقت کو پا جائیں، دنیا کہ لہو و لہب سے محفوظ رہیں اور اپنے نفس کے چنگل میں گرفتار نہ ہوں۔ اپنی اس مثنوی میں خواجہ نے مختلف قماش کے لوگوں کے لئے مختلف اصطلاحات استعمال کی ہیں اور ان کی وضاحت بھی کی ہے۔ یہ اصطلاحات مندرجہ ذیل ہیں:

اھل لہو: اھل دین، اھل وفاق: اھل نفاق، اھل ضلال: اھل عشق، اھل اللہ: یزیدان، اھل کذب ،: اھل صدق وغیرہ

اس کے علاوہ خواجہ عبید اللہ ملتانی نے اپنی اس مثنوی میں دلائل کے طور پر مختلف قرآنی آیات اور احادیث کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ جو درج ذیل ہیں سورۃ الحجرات، سورۃ النور، سورۃ القمان، سورۃ الکہف، سورۃ البقرۃ، سورۃ الھود، سورۃ آل عمران، سورۃ الآعراف، سورۃ الذاریات، سورۃ یس اور سورۃ انفال وغیرہ۔

آپ نے اپنی اس مثنوی میں مندرجہ ذیل قرآنی قصوں کا بھی ذکر کیا ہے۔

- حضرت موسیٰؑ و حضرت خضرؑ کا قصہ
- اصحاب کہف کا قصہ
- قیامت کے واقعات
- حضرت فاطمہؓ کا ہاتھ کاٹنے والا واقعہ
- حضرت یوشعؑ کا قصہ
- حضرت آصف برخیا کا قصہ
- حضرت عمرؓ کا ساریہ بالجبل والا قصہ
- حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کا قصہ

اس کے علاوہ یوسفؑ و یعقوبؑ، یوسف و زلیخا اور لیلی مجنوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ خواجہ کا ان قصوں کو بیان کرنے کا مقصد ان سے عامۃ الناس کو سبق دینا مقصود ہے اور اپنی بات میں وزن پیدا کرنا بھی ہے۔

برصغیر کے دوسرے فارسی گویان شاعروں اور نثر نگاروں کی طرح خواجہ عبید اللہ ملتانی نے بھی اپنی اس مثنوی میں فارسی کے ساتھ ساتھ بہت سی عربی الفاظ و تراکیب کا بھی استعمال کیا ہے اور صوفیانہ اصطلاحات بھی استعمال کی گئی ہیں۔

خواجہ عبید اللہ ملتانی نے اپنی اس مثنوی میں حضور اکرم ﷺ کے لئے مختلف اسم گرامی تحریر کئے ہیں ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔ جیسے پیغمبر ﷺ، محمد ﷺ، احمد ﷺ حضرت مصطفٰی ﷺ، خیر البشر ﷺ، رحمت اللعالمین ﷺ، امام المتقین ﷺ، رسول مجتبی ﷺ، صاحب دانش ﷺ، سید الکونین ﷺ، عالی منقبت ﷺ، رسول متقی ﷺ، رسول معتبر ﷺ، رسول پرہنر ﷺ، اور محمد مصطفٰی ﷺ وغیرہ۔

خواجہ عبید اللہ ملتانی نے اپنی اس مثنوی میں ملا صدر الدین شیرازی کا ایک مشہور شعر بھی درج کیا ہے، جو یوں ہے؛

کل ما فی الکون وھم او خیال

او عکوس فی المرایا او ظلال[20]

خواجہ عبید اللہ ملتانی کی ایک روش ہے کے وہ اپنی ہر تصنیف کہ شروع میں کسی نہ کسی طور اپنے پیر و مرشد کا نام ضرور لاتے ہیں اگرچہ مطلب و معنی کچھ اور ہی کیوں نہ ہوں۔

آپ کی اس مثنوی میں بھی یہی روش نظر آتی ہے۔

او جمیل است و محبّ للجمال نور او شد ظاهر اندر مرسلان

فخر دین ما است در دنیا و دین هم نظام دین مادر دو جهان[21]

نور سے مراد خواجہ نور محمد مہاروی ہیں آگے فخر دین سے مراد اُن کے پیر فخر الدین فخر جہان دہلوی ہیں اور نظام دین سے مراد اُن کے پیر نظام الدین اورنگ آبادی ہیں۔

نتائج بحث

خواجہ عبید اللہ ملتانی کا خطی نسخہ "مثنوی عبید یہ کلاں" اہم تاریخی و علمی حیثیت کا مالک ہے۔ اس مثنوی کا موضوع توحید، وحدت الوجود اور معرفت و ہدایت ہے۔ یہ ۸۳۱ اشعار پر مشتمل ہے۔ اس مثنوی کے جائزہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ موصوف کو عربی، فارسی، ہندی اور اردو زبان پر عبور حاصل تھا۔ اس مثنوی کا موضوع توحید، وحدت الوجود اور معرفت و ہدایت ہے۔ یہ ۸۳۱ اشعار پر مشتمل ہے۔ اس مثنوی کے موضوعات و مندرجات کے مطالعہ کے بعد اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا کہ اس مثنوی میں خواجہ عبید اللہ ملتانی نے پند و نصائح اور علم و عرفان کے جواہر غیبی کی بارش کی ہے اور پند و نصائح جیسے خشک مضمون کو اپنے زور قلم سے بہت دلچسپ بنا دیا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

[1] بہار، محمد تقی، **سبک شناسی** (تہران: امیر کبیر، 1369ھ)، 1/15

Baha'r, Muhāmmad Tāqī, *Sabāq Shānasī* (Tehrān: Amēēr kābīr, 1369 Hijrī), 1/15

[2] عمر کمال خان، ایڈوکیٹ، **فقہاء ملتان** (ملتان: بزم ثقافت، 1984)، 39

Umēr Kāma'l Khān, Advocate, *Fūqāha e Mūltān* (Mūltān : Bazmē Sāqa'fāt, 1984), 39

[3] محمد عادل، خواجہ، **عبادالرحمان** (ملتان: خواجہ ٹیکس، 1999ء)، 1/41

Muhāmmad Adīl, Khāwajā, *Iba'd ūl Rēhmān* (Multān: Khāwāja Tekās, 1999), 1/ 41

[4] الٰہی بخش وئیسانی، مولوی، **تذکرہ عبیدیہ** (ملتان: محمد خیر الدین تاجران، 1996)، 33

Ela'hahī Bāksh waēsa'nī, Mōulvī, *Tāzkāra Ubāidīyā* (Multān: Mūhāmmad Khāir ul Dēēn Tājra'n, 1996), 33

[5] عبید اللہ ملتانی، خواجہ، **مثنوی عبیدیہ خورد**، مشمولہ مجموعہ رسائل خواجہ عبید اللہ ملتانی، الٰہی بخش وئیسانی (کاتب) (ملتان: کتاب خانہ شخصی عباد الرحمن، 1994)، 175

Ubāid ūllah Multānī, Khāwajā, *Māsnāwī Ubaīd ya Khōrād*, Māshmōla Majmōa Risāil Khāwajā Ubāid ullah Multānī, (Mūltān : Kitāb Khanā Ibād ul Rēhmān, 1994), 175

[6] عبید اللہ ملتانی، خواجہ، **مثنوی عبیدیہ کلاں**، نسخہ خطی، کاتب: مولوی الٰہی بخش ویسانی، 62

Ubāid ūllah Multānī, Khāwajā, *Māsnāwī Ubaīd īa Kalān*, Nūshāh e Khātī, Kātīb: Mōulvī Ilāhī Baksh Wesānī, 62

[7] ایضا، 5

Ibid, 5

[8] ایضا، 6

Ibid, 6

[9] ایضا، 7

Ibid, 7

[10] ایضا، 8

Ibid, 8

[11] ایضا، 9

Ibid, 9

[12] ایضا، 18

Ibid, 18

[13] ایضا، 26

Ibid, 26

[14] ایضا، 31

Ibid, 31

[15] ایضا، 42

Ibid, 42

[16] ایضا، 45

Ibid, 45

[17] ایضا، 45

Ibid, 45

[18] رومی، جلال الدین بلخی، **مثنوی مولانا روم** (ایران: انتشارات پگاہ، 1341ھ)، 50

Rōōmī, Jāla'l ul Dīn Bālkhī, *Māsnavī Moūlānā Rōōm* (Era'n: Intāshāra't Pāga'h, 1341 Hijrī), 50

[19] عبید اللہ ملتانی، خواجہ، **مثنوی عبید یہ کلاں**، 52

Ubāid ūllah Multānī, Khāwajā, *Māsnāwī Ubaīd īa Kalān*, 52

[20] صدر الدین شیرازی، ملا، محمد بن ابراھیم، **الحکمۃ المتعالیۃ فی الاسفار العقلیۃ الاربعۃ** (بیروت: دار التراث العربی، 2013)، 47

Sādra ul Dīn Shērazī, Mūhāmmad bīn Ibrahīm, *Al-Hīkma tūl Fīl Asfār ul Aqlīyā ul Arbā* (Berū: Dār ūl Tūrās ul Arbī, 2013), 47

[21] عبید اللہ ملتانی، خواجہ، **مثنوی عبید یہ کلاں**، 5

Ubāid ūllah Multānī, Khāwajā, *Māsnāwī Ubaīd īa Kalān*, 52